ہندوستان میں تشدد کا حالیہ رجحان اور اس کے محرکات

شاہد فریاد*

محمد عبداللہ**

دنیا میں موجود مختلف النوع انسانی معاشرے، نظامہائے زندگی اور اقوام وملل کے حالات وواقعات، حقائق وشواہد اور تاریخی و عصری تنازعات ومناقشات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ متشدد اور انتہا پسند عناصر ہر ملک وقوم میں پائے جاتے ہیں، اس کے برعکس عامۃ الناس معتدل، متوازن اور امن کا خواہاں ہوتا ہے۔ ایسے انتہا پسند طبقات اگر اپنی تنگ نظری، جہالت، کج فہمی اور متشدد نظریات کی بنا پر انسانی معاشروں میں فسادات، قتل وغارت گری، انتشار و بدامنی پھیلانے اور تخریبی کاروائیوں میں ملوث پائے جائیں تو ان معدودے چند افراد کی انفرادی سرگرمیوں اور ان کے تشدد پسند افکار وخیالات کو بنیاد بنا کر اس گروہ یا ملک وملت کے امن پسند اور متوازن سوچ کے حامل افراد کو بھی دہشت گرد اور انتہا پسند تصور کرنا سراسر ناانصافی اور عدل وانصاف کے منافی ہے۔ ہندوستان میں جاری حالیہ تشدد ودہشت گردی کے واقعات بھی چند مخصوص گروہوں کی کارستانیوں، ریشہ دوانیوں اور اشتعال انگیزیوں کا نتیجہ ہیں، انہی متشدد عناصر کے ہاتھوں آئے روز مظلوم و مقہور طبقات ان کی سفاکیت و بہیمیت کا نشانہ بنتے ہیں، چنانچہ ان حالیہ واقعات (ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۵ء) میں اتر پردیش کے رہائشی اخلاق احمد کا بہیمانہ قتل، بہار میں ایک نچلی ذات (دلت) کے ہندو کے گھر گھس کر اس کے دو معصوم بچوں کو آگ میں جلانا اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ان کا جاں بحق ہونا اور سکھوں کے مقدس اوراق کو نذر آتش کرنا جیسے واقعات رونما ہوئے، لہٰذا جہاں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد سراپا احتجاج ہوئے جن میں ہندو، سکھ، مسیحی، مسلم اور بدھ مت کے پیروں کار شامل ہیں، وہیں سول سوسائٹی کے باضمیر افراد جن میں ادباء، دانشور، طلبا، سیاسی وسماجی کارکنان وغیرہ نے صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے حکومتِ وقت (بی۔جے۔پی) کی پالیسیوں پر شدید تحفظات کا اظہار کیا۔ ایسے واقعات کی تہہ میں کون سے عوامل وعناصر کارفرما ہیں؟ اور ہندوستان میں جاری انتہا پسندی وتشدد پسندی کے اسباب ومحرکات اور وجوہات کیا ہیں؟۔ اس کے علاوہ ہندومت کی مذہبی وروایتی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے ہندومت کا تصور امن (اہمسہ) اور متشدد تعلیمات کو بھی بیان کیا جائے گا۔

مذکورہ عنوان پر مقالہ درج ذیل عنوانات کے تحت بیان کیا جاتا ہے۔

ا۔ ہندومت کا تصور امن اور اہمسہ:

فلسفہ یوگ ہندومت میں غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے، اس کی توضیح وتشریح 'یوگا سوترا' (Yogasutra) میں کی

* پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

گئی ہے۔فلسفہ یوگ کی کئی اقسام ہیں جن میں سب سے پہلی قسم 'اھمسہ' یا اہنسہ ہے،اس سے مراد "کسی بھی ذی روح کو نقصان پہنچانے، تکلیف دینے اور اذیت سے منع کیا گیا ہے۔چنانچہ اھمسہ کا معنی و مفہوم بیان کرتے ہوئے 'مے ٹن' "Mayton" لکھتا ہے:

"Ahimsa or Ahinsa is a term meaning 'not to kill' and 'compassion'. The word is derived from the sanskrit root hims to strike; himsa is injury or harm, ahimsa is the opposite of this, i.e. cause no injury, do not harm."(1)

اسی طرح 'شیوا باجپائی' "Shiva Bajpai" 'اھمسہ' کے ضمن میں لکھتا ہے:

"Ahimsa is also referred to as nonviolence, and it applies to all living beings including all animals according to Indian religions."(2)

مذکورہ عبارات کا مفہوم یہ ہے کہ اھمسہ ایک اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے 'قتل نہ کرنا' اور 'رحم و رافت' ہے۔یہ لفظ سنسکرت سے لیا گیا ہے اور اس کا مطلب کسی کو تکلیف یا گزند پہنچانے سے گریز کرنا ہے۔اس کے علاوہ یہ غیر متشدد رویہ کی طرف بھی منسوب ہے اور اس کا اطلاق تمام ذی روح بشمول جانوروں پر ہوتا ہے۔"

یہی اھمسہ کا تصور ہے جسے ہندومت کے مذہبی ادب میں بھی مختلف مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔چنانچہ 'ہندومت کی قانونی و مذہبی کتب اپنشد' میں اس سے متعلق حسب ذیل الفاظ ملتے ہیں:

"Ahimsa is not causing pain to any living being at any time through the actions of one's mind, speech or body."(3)

مشہور رزمیہ کتاب و مہابھارت میں 'اھمسہ' سے متعلق حسب ذیل لکھا گیا ہے:

"Ahimsa is the highest dharma. It is the highest purification. It is also the highest truth from which all dharma proceeds."(4)

یجرو وید میں امن کے تصور کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے حسب ذیل الفاظ آئے ہیں:

"May all beings look at me with a friendly eye, may I do likewise, and may we look at each other with the eyes of a

friend."(5)

یجروید میں 'اھمسہ' کے تصوراس طرح بیان کیا گیا ہے کہ زمین، فضا اور پانی میں موجود کسی بھی جاندار کو اذیت پہنچانے کی ممانعت کی گئی:

"Do not injure the living beings on the earth, in the air and in the water."(6)

۲۔ تشدد و انتہا پسندی پر مبنی تعلیمات:

یہاں ہندومت کی جنگ وجدل اور قتل وغارت سے متعلقہ روایات بیان کی جائیں گی اور اس ضمن میں ان کتب سے استفادہ کیا جائے گا جن پر بڑی حد تک ہندوؤں کی اکثریت متفق نظر آتی ہے، اور انھوں نے ان کتابوں کو اپنے مذہب کی اساس اور بنیاد کے طور پر تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ جنگ سے متعلق بحث حسب ذیل کتب کو سامنے رکھتے ہوئے کی جائے گی۔

۱۔ چاروں وید ۲۔ بھگوت گیتا ۳۔ منودھرم شاستر۔

۲.۱ ویدوں کی جنگی تعلیم:

لفظ وید چار کتابوں پر بولا جاتا ہے جو الگ الگ ناموں سے مشہور ہیں۔ ان میں سب سے قدیم رگ وید ہے، پھر یجروید، سام وید، اور اتھروید ہے۔ ہر کتاب کے ان منتروں کو بیان کیا جائے گا جو جنگ کی کسی نوع یا قسم سے متعلق ہیں، ویدوں کا تعلق اس دور سے ہے جب آریا قوم وسطِ ایشیا سے نکل کر ہندوستان پر حملہ آور ہوئی اور اس ملک کے اصلی باشندے (دراوڑ) جو کہ رنگ ونسل اور مذہب میں ان سے مختلف تھے، برسرپیکار ہوئے۔ چنانچہ اس جنگ وجدل میں اس قوم کے اپنے دشمنوں اور حریفوں سے متعلق کیا نظریات تھے؟ ان کے ساتھ کس طرح کا سلوک روا رکھا؟ آریہ قوم کے جنگی مقاصد کیا تھے، اور مفتوح قوموں سے انھوں نے کیسا برتاؤ کیا؟ وغیرہم جیسے موضوعات کو ان کتب سے بیان کیا جائے گا۔

(الف) رِگ وید:

رگ وید کے وہ منتر جن میں جنگ کا مضمون پایا جاتا ہے، حسب ذیل ہیں:

"Indra, bring wealth that gives delight, the victor's ever-conquering wealth, most excellent, to be our aid. By means of which we may repel our foes in battle hand to hand, by these assisted with the car."(7)

یعنی اے اندر! (۸) وہ دولت لا جو خوشی دے، فاتح کی فاتحانہ دولت جو ہماری خوب مدد کرے، جس کے

ذریعہ سے ہم دست بدست لڑائی میں اپنے دشمنوں کو زیر کر سکیں۔"

ایک اور جگہ رگ وید میں جنگ سے متعلق کچھ اس طرح کے الفاظ لکھے گئے ہیں جس میں دشمن کو آگ میں جلانے کی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے:

"O Agni, radiant one, to whom the holy is poured, burn up our enemies whom fiends protect."(9)

مذکورہ عبارت سے مراد ہے اے اگنی!(۱۰) تو جس پر متبرک تیل ڈالا جاتا ہے ہمارے دشمنوں کو جلا دے جن کی حفاظت خبیث روحیں کرتی ہیں۔"

(ب) یجروید:

یجروید میں جنگ سے متعلق حسب ذیل منتر ملتے ہیں:

"Agni, subdue opposing bands and drive our enemies away. Invincible, slay godless foes: give splendour to the worshiper."(11)

"اے اگنی! ہماری مزاحمت کرنے والی جماعتوں کو مغلوب کر، ہمارے دشمنوں کو بھگا دے۔ اے اجیت! دیوتاؤں کو نہ ماننے والے حریفوں کو قتل کر اور اپنے پجاری کو عظمت وشوکت نصیب کر۔"

"Him who would seek to injure us , the man who looks oh us with hate. Turn thou to ashes, and the man who slanders and would injure us."(12)

"جو شخص ہم کو نقصان پہنچانے کی فکر کرتا ہے، جو ہم کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اور جو کوئی ہم پر تہمت لگائے اور ہمیں ایذا دے۔ اسے تو جلا کر راکھ کر دے۔"

(ج) سام وید:

سام وید کے جن منتروں میں جنگ کا مضمون آیا ہے، وہ یہ ہیں:

"Sing, with oblation, praise to him who make the glad, who with. Rijisvan drove the dusky brood away! Let us, desiring help, call him for friendship, him the strong, the Marutfirt,

whose right hand wields the bolt."(13)

یعنی نذر و نیاز کے گیت گنگنا، اس کی حمد و ثنا کر جو خوش کرتا ہے، جس نے رجسوان کے ساتھ مل کر کالے غولوں (یہاں کالے رنگ کے لوگوں سے مراد اس ملک کے اصلی باشندے ہیں جن کو داس اور دسیو کے القاب دیئے گئے ہیں) کو بھگا دیا۔"

سام وید میں ایک اور جگہ ان سیاہ رنگت والے باسیوں کے بارے لکھا گیا ہے کہ:

"Impetuous, bright, have they come forth, unwearied in their speed, like bulls, driving the black skin far away. Soma, thou flowest chasing foes, finder of wisdom and delight: Drive thou the fodless fold afar."(14)

"غضب ناک، چمکتے ہوئے، اپنی چال میں تھکے بغیر، وہ کالے رنگ والوں کو بھگاتے ہوئے سانڈوں کی طرح آگے بڑھے۔ اے سوم رس! تو دشمنوں کو شکار کرتا ہوا ابلتا ہے۔ اے عقل اور مسرت بخشنے والے! تو دیوتاؤں کو نہ ماننے والے لوگوں کو بھگا دے۔"

(د) اتھروید:

اتھروید میں جنگ سے متعلق مضامین کثرت سے بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے چند مضامین کو یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے وہ 'منتر' جن میں جنگ سے متعلق لکھا گیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

"O Soma - drinker, strike and bring the Yatudhana's progeny: Make the confessing sinner's eyes fall from his head, both right and left."(15)

"اے سوم رس پینے والے! یا تو دھانوں (غیر آریہ لوگ) کی آل اولاد کو کھینچ لا اور ہلاک کر دے، اقراری گناہ گاروں کی دونوں آنکھیں سر سے باہر نکال لے۔"

"Come hither, Manyu, mightier than the mighty: smite, with thy fervour, for ally, our foemen. Slayer of foes, of Vritra, and of Dasyu, bring thou to us all kinds of wealth and treasure."(16)

''اے مینو! (غضب کا دیوتا) طاقت ور سے زیادہ طاقتور ہو کر ادھر آ جا اور اپنے غضب سے ہمارے تمام دشمنوں کو ہلاک کردے۔ دشمنوں اور ورتیروں اور دسیوں کو قتل کرنے والے! تو ہمارے پاس ہر قسم کی دولت اور خزانے لا۔''

مذکورہ عبارات میں ویدوں کے وہ منتر بیان کئے گئے ہیں جن میں جنگ سے متعلق مضامین آئے ہیں، چنانچہ چاروں ویدوں کی جنگی تعلیمات کا جائزہ لیا جائے تو حسب ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

۱۔ آریوں کی جنگ ایک ایسی قوم سے تھی جو رنگ، نسل، مذہب میں ان سے مختلف تھی، آریہ ان کو مغلوب کر کے یہاں خود آباد ہونا چاہتے تھے۔

۲۔ ان مفتوح اقوام کو داس، دسیو، راکشس اور یاتُو دھان جیسے نفرت انگیز ناموں سے یاد کرتے تھے، اسی لئے آرین ان کو انسانیت سے کمتر، عقل وشعور سے خالی اور اپنے مقابلے میں ہر لحاظ سے ذلیل وحقیر خیال کرتے تھے۔

۳۔ ویدوں کی جنگی تعلیمات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے پیش نظر جنگ کے کوئی اصول وضوابط اور اخلاقی حدود نہیں۔ آریہ قوم دولت وخزانوں، زرخیز زمینوں اور مفتوح اقوام کے مال وزر ہر جائز وناجائز طریقے سے حاصل کرنے کے خواہش مند نظر آتے ہیں۔

۴۔ ویدوں کے منتروں سے معلوم ہوتا ہے کہ آرین اپنے دشمن کو سخت سے سخت عذاب دیتے، مثلاً آگ میں زندہ جلانا، زندہ انسانوں کے اعضا وجوارح کاٹنا، اوران کو درندوں کے آگے پھینکنے جیسی سزائیں دینے یا اپنے دیوتاؤں سے ایسی سزاؤں کی التجا کرنا۔

۲.۲ بھگوت گیتا کا نظریۂ جنگ:

گیتا اس دور کی کتاب ہے جب ہندوستان پر آریوں کی حکومت قائم ہو چکی تھی اور ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے آریوں کے دو بااثر خاندان میدان جنگ میں ایک دوسرے کے سامنے تھے، یہ کتاب ہندوؤں کے عظیم مذہبی پیشوا 'سری کرشن' (Krishna) کی طرف منسوب ہے، اس کتاب میں اگرچہ کئی مباحث آئے ہیں لیکن اس کا مرکزی مضمون جنگ ہی ہے۔ ہندوؤں کی تاریخ کا مشہور واقعہ ہے کہ ہستناپور کے دو خاندان کورو اور پانڈو دولت واقتدار کیلئے ایک دوسرے کے مدمقابل ہوئے، سری کرشن اس جنگ میں پانڈوؤں کا حامی تھا، اور اس قوم کا سردار 'ارجن' ابتداءً میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کر رہا تھا اس پر کرشن جی نے ارجن کو ایک طویل وعظ دیا جس کے باعث وہ جنگ کیلئے آمادہ ہوا یہی وعظ گیتا کا مرکزی مضمون ہے۔ اس ضمن میں سید مودودی لکھتے ہیں:

”جب میدان کارزار میں دونوں فوجیں آمنے سامنے کھڑی ہوئیں اور ارجن نے اپنی آنکھوں سے اپنے دوستوں، عزیزوں اور بھائیوں کو آمادہ قتال دیکھا تو اس کا دل ٹوٹنے لگا۔ اس نے محبت کے لطیف جذبات سے متاثر ہوکر ارادہ کیا کہ جنگ سے پھر جائے۔ اس پر کرشن جی نے اس کو ایک طویل اُپدیش دیا جو جنگ کے فلسفے اور اس کے مختلف پہلوؤں پر حاوی تھا، یہی اُپدیش بھگوت گیتا ہے۔“(۱۷)

اس کتاب کا آغاز ارجن کے دکھ (Arjuna's Grief) سے ہوتا ہے، یعنی جب اس کا دل اپنے عزیزوں کو دیکھ کر جنگ سے بیزار ہونے لگا تو اس نے غمزدہ ہوکر کرشن جی سے جو جملے کہے وہ حسب ذیل ہیں:

"O Krishna, at the sight of these my kinsmen, assembled here eager to give battle, my limbs fail and my mouth is parched. My body is shaken and my hair stands on end. The bow Gandiva slips from my hand and my skin is on fire. I cannot hold myself steady; my mind seems to whirl. O Kesava, I see omens of evil. Nor do I perceive, O Krishna any good in slaughtering my own people in battle. I desire neither victory nor empire nor even any pleasure."(18)

”اے کرشن! جنگ کرنے کی خواہش سے جو لوگ یہاں جمع ہوئے ہیں اپنے ان رشتہ داروں کو دیکھ کر میرے اعضا بے حرکت ہورہے ہیں، منہ خشک ہورہا ہے، جسم پر کپکپی طاری ہوکر میرا رواں رواں کھڑا ہوگیا ہے، کمان میرے ہاتھ سے گررہی ہے، میرا چہرہ آگ کی طرح تپ رہا ہے۔ میں اپنے آپ پر قابو نہیں پا رہا، میرا دماغ گھوم رہا ہے۔ اے کیشو! مجھے تمام شگون برے نظر آرہے ہیں۔ اپنے عزیزوں کو مار کر مجھے کوئی بھلائی حاصل ہوتی نظر نہیں آرہی۔ اے کرشن! مجھے جیت کی خواہش نہیں، نہ حکومت چاہیے اور نہ ہی کوئی راحت۔“

ارجن کے ان خیالات کو سن کر اور اس کی پست ہمتی کے باعث کرشن جی نے ارجن کو جنگ پر ابھارنے اور اس کے دل سے اپنوں کی محبت کا جذبہ نکالنے کیلئے کرشن یوں مخاطب ہوا کہ:

"O Arjuna, whence comes such lowness of spirit, unbecoming to an Aryan, dishonourable, and an obstacle to the attaining of heaven? Do not yield to unmanliness, O son of Pritha. It does not become you. Shake off this base

faint-heartedness and arise."(19)

''اے ارجن! اس موقع پر تیرے دل میں یہ کمتر خیال کہاں سے آ گیا جس کی طرف عظیم انسان توجہ نہیں کرتے، جو ذلیل حالت والا اور بدنامی کا باعث ہے۔اے پاتھ! ایسا نامرد نہ بن۔ یہ تیرے لائق نہیں، دل کا چھوٹا پن چھوڑ اور (جنگ) کیلئے کھڑا ہو جا۔''

کرشن کے یہ الفاظ بھی ارجن کو جنگ پر آمادہ نہ کر سکے اور ارجن نے کہا:

"It would be better, indeed, to live on alms in this world rather than to slay these high-souled teachers. But if I kill them, even here I shall enjoy wealth and desires stained with their blood. We do not know which would be better for us: that we should conquer them or they should conquer us. Arrayed against us stand the very sons of Dhrita-rashtra, after slaying whom we should not wish to live."(20)

''ان مہاتما (کوروؤں) کو مارنے سے اس دنیا میں بھیک مانگ کر پیٹ بھر لینا اچھا ہے، کیونکہ اس مال و دولت کے باعث اگر ان بزرگوں کو قتل بھی کر دیا تو ان کے خون سے رنگے ہوئے سامانِ عیش وعشرت مجھے یہاں استعمال کرنا پڑے گا۔ہم نہیں جانتے کہ کیا ہمارے لئے بہتر ہے؟ کہ ہم انہیں فتح کریں یا وہ ہمیں فتح کریں۔جن کو مار کر پھر ہمیں زندہ رہنے کی خواہش نہیں ہوسکتی، وہی دھرت راشٹر (۲۱) کے بیٹے ہمارے سامنے (جنگ کرنے کو) کھڑے ہیں۔''

ارجن کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک خانہ جنگی تھی اور دولت وسلطنت کی خاطر دو فریق ایک دوسرے کو مٹانے کیلئے کوشاں تھے، لہٰذا اس پر ارجن نے جنگ سے متنفر ہو کر اس سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہی، مگر کرشن جی ارجن کو مسلسل جنگ پر ابھارتا رہا۔ چنانچہ تباہی کا دیوتا 'کالی' (Kali) کے روپ میں نمودار ہو کر کرشن نے ارجن کو جو واعظ کیا اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

"The Lord said: I am mighty, world-destroying Time, now engaged here in slaying these men. Even without you, all these warriors standing arrayed in the opposing armies shall not live. Therefore stand up and win glory; conquer your enemies and enjoy an opulent kingdom. By Me and none other have they already been

slain; be an instrument olny, O Arjuna."(22)

مذکورہ عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ دیوتا (کالی) نے کہا: میں طاقتور ہوں، دنیا کو تباہ کرنے والا ہوں یہاں میدان جنگ میں لوگوں کو ہلاک کرنے آیا ہوں، تو اگر نہ ہو تب بھی فوجوں کی صفوں میں جتنے جنگ جو موجود ہیں سب ختم ہو جائیں گے، اس لیے تو اٹھ، عظمت حاصل کر اور دشمنوں کو مغلوب کر کے وسیع سلطنت کا لطف اٹھا، میں نے پہلے ہی انھیں مار دیا ہے، اے ارجن! تو صرف آلۂ کار بن۔"

گیتا کے جنگی نظریات کا جائزہ لیا جائے تو حسب ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

۱۔ اس کے بنیادی مضامین میں جنگ سے بیزار سپاہی کو آمادۂ قتال کرنا۔

۲۔ میدان جنگ میں کسی بھی قسم کے رحم یا طرف داری سے قطع نظر فتح وغلبہ حاصل کرنا۔

۳۔ میدان جنگ میں کامیابی کیلئے مال وزر کی لالچ، شہرت وناموری کا شوق، حکومت وسلطنت کا حاصل ہونا۔

۴۔ شکست کی صورت میں ذلت ورسوائی کے خوف کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔

لہٰذا گیتا کے جنگ سے متعلق اشلوک کے مطالعہ کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اس میں کوئی اخلاقی تعلیم و ہدایت نہیں اور نہ ہی کوئی بلند پایہ نصب العین بیان کیا گیا ہے، اس میں صرف حرص وطمع اور نسلی تفاخر کیلئے قتل وغارت کی تعلیم دی گئی ہے۔

۲.۳ منومہاراج کے مقاصدِ جنگ:

منودھرم شاستر کے مقاصد جنگ حسب ذیل تصریحات سے معلوم کئے جا سکتے ہیں:

"مسرت کے متلاشی بادشاہ کو چاہیے کہ میدانِ جنگ سے منہ نہ موڑے، برہمنوں کی تعظیم کرے اور لوگوں کی حفاظت کرے۔" (۲۳)

ایک اور جگہ منودھرم شاستر میں جنگ سے متعلق حسب ذیل جملے وارد ہوئے ہیں جن سے مقاصد جنگ واضح ہو رہے ہیں:

"حملہ کرنے کو ہمیشہ تیار رہنے والے سے پوری دنیا خوفزدہ رہتی ہے، اسے چاہیے کہ ساری مخلوق کو مطیع کرے چاہے یہ کام قوت کے بل بوتے پر ہی کیوں نہ ہو۔" (۲۴)

منودھرم شاستر میں جنگ کے مضامین بیان کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ:

"دشمنوں کو اس کی کمزوری کا ہرگز علم نہ ہونے پائے، لیکن اسے اپنے دشمن کی کمزوری کا علم ہو، جیسے

کچھوا اپنے اعضاء چھپا لیتا ہے، اسی طرح اپنی حکومت کو دشمن کی عیاری سے بچائے، اپنی کمزوریوں کو کھلنے نہ دے۔ بگلے کی طرح درپیش مہم کا منصوبہ بنائے، شیر کی طرح قوت لگائے، بھیڑیئے کی طرح جھپٹ لے جائے اور خرگوش کی طرح پلٹ آنے میں دوگنا رفتار کا مظاہرہ کرے۔ جب وہ اس طرح فتوحات میں مصروف ہو تو تمام مقابل مخالفین کو زیر کرے۔" (۲۵)

منو کے ان اشلوکوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے مقاصد جنگ بھی ویدوں اور بھگوت گیتا کے جنگی مقاصد سے زیادہ مختلف نہیں یعنی حکومت و سلطنت کو مستحکم اور وسیع کرنے کیلئے اپنے حریفوں کے خلاف کسی بھی قسم کی ظالمانہ کاروائیوں کا ارتکاب کرنا، کیونکہ حکومت و بادشاہی اسی کے پاس رہتی ہے جو ہر وقت جنگ و جدل کیلئے تیار ہو۔ اس کے علاوہ منو دھرم شاستر میں جنگ سے متعلق یہ نظریہ بھی بیان کیا گیا کہ بادشاہ کو اپنی سلطنت کے لئے کسی کے جان و مال، عزت و آبرو، امن و امان، اور دوسری اقوام کی آزادی وغیرہ کو خاطر میں نہیں لانا چاہیے۔

۲.۴ منو کی جنگ سے متعلق اخلاقیات:

منو دھرم شاشتر میں جنگ کے اصول و ضوابط، حدود و قیود اور اخلاقی ہدایات بھی بیان کی گئی ہیں۔ ذیل وہ اشلوک بیان کئے جائیں گے جن میں یہ مضمون پایا جاتا ہے:

"لڑائی میں دشمن سے لڑتے ہوئے (لکڑی میں) چھپائے ہتھیار، باڑھ لگے زہر میں بجھے یا (آگ سے) دہکتی نوک والے ہتھیار سے حملہ نہ کرے۔" (۲۶)

"(میدان جنگ سے) بھاگتے ہوئے خود کو پیش کر دینے والے، زنانے اور ہاتھ جوڑ دینے والے پر حملہ نہ کرے اور نہ ہی اس پر جو بیٹھ گیا یا جس نے کہہ دیا 'میں آپ کا ہوں'۔ نہ سوتے ہوئے پر، نہ اس پر جس کی زرہ کھو گئی ہو، نہ ننگے پر، نہ نہتے پر، نہ غیر مسلح پر، نہ تماشائی پر جو جنگ میں شریک نہیں اور نہ اس پر جو کسی دوسرے (دشمن) کے ساتھ لڑ رہا ہے۔" (۲۷)

منو میں مزید جنگ کے بارے قوانین یوں بیان ہوئے ہیں:

"اس پر جس کا ہتھیار ٹوٹ گیا ہے، جسے کسی غم و اندوہ نے گھیر لیا ہے، جو سخت زخمی ہے، خوفزدہ ہے اور نہ ہی اس پر (حملہ کرے) جو راہ فرار اختیار کر چکا ہے، (ان تمام امور میں باوقار جنگجوؤں کے) فرائض یاد رکھے۔" (۲۸)

منو دھرم شاستر میں تعلیم بھی دی گئی ہے کہ جب کسی قوم کو فتح کیا جائے تو وہاں کے باشندوں کو ظلم و زیادتی سے بچاتے ہوئے امن و امان دی جائے، اور اپنے مذہب کے مطابق زندگی بسر کی جائے یعنی دیوی دیوتاؤں کی پوجا کی جائے اور

برہمن کی عزت کی جائے۔ چنانچہ اس ضمن میں لکھا گیا ہے کہ:

''لڑائی میں فتح کے بعد دیوتاؤں کی پوجا کرے اور راست باز برہمنوں کو اعزازات دے۔ مفتوحین کو استثناء اور امان دے۔'' (۲۹)

منو کی مذکورہ عبارتیں جنگ سے متعلق مہذب قوانین پر مشتمل ہیں، یہاں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ حالت جنگ میں بھی انسانی ہمدردی کا پہلو غالب رہنا چاہیے، یعنی منو نے جنگ کی اخلاقیات کے ضمن میں دشمن کے حقوق بیان کئے ہیں، بالخصوص وہ دشمن جس کو کوئی عذر لاحق ہو جائے یا اس میں کسی قسم کا کوئی ضعف پایا جائے۔

۳۔ ہندوؤں کی انتہا پسند تنظیمیں:

بھارت میں موجود عصری انتہا پسند تنظیموں میں راشٹریہ سوائم سواک سنگھ (آر۔ایس۔ایس) کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت ہندوستان میں موجود انتہا پسند تحاریک کو فکری و نظریاتی بنیادیں آر۔ایس۔ایس نے ہی فراہم کی ہے، جن میں بجرنگ دَل، وشوا ہندو پریشد اور شیو سینا سر فہرست ہیں۔

۳.۱ راشٹریہ سوائم سواک سانگھ (آر۔ایس۔ایس):

انتہا پسند ہندو تنظیم جو تقسیم ہند کے دوران معرضِ وجود میں آئی جو ''راشٹریہ سوائم سواک سانگھ'' (The Rashtriya Swayamsevak Sangh) کے نام سے جانی جاتی ہے، یہ تنظیم کانگریس کے خلاف تھی کیونکہ اس سے وابستہ انتہا پسند ہندوؤں کا خیال تھا کہ کانگریس میں مسلمانوں کی شمولیت کے باعث اس کا ہندوؤں سے کوئی تعلق نہیں۔ اس تنظیم کا ممبر متشدد قسم کا ہندو ہی ہوسکتا ہے۔ ان کا یہ بھی منشور تھا کہ ہندوستان میں موجود اقلیتوں اور دوسرے مذاہب کو برابری کے حقوق نہیں ملنے چاہیے۔ اس کے بعد جتنی بھی ہندو تنظیمیں قائم ہوئیں ان سب کی سوچ اور فکر میں اس تحریک کے اثرات نظر آتے ہیں۔ اس کا تعارف کرواتے ہوئے "Curran. J" لکھتا ہے:

> "Its membership restricted to extreme nationalist Hindu males is fanatically determind to achieve its objectives. Their philosophy denies equal rights to the large non-Hindu minorities in the country. The R.S.S. creed explicity sates that only Hindus should be citizens of India. All non-Hindu residents would, therefore, be classified as foreigners if the R.S.S. should control the government."(30)

آر۔ایس۔ایس سے متعلق بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ تحریک ہندوؤں میں موجود باقی ماندہ تحریکوں کی سرغنہ اور

سرخیل ہے، جیسا کہ بجرنگ دَل اسی تحریک کا یوتھ ونگ ہے جبکہ وشوا ہندو پریشد اس کا ملٹری ونگ تصور کیا جاتا ہے، لہٰذا آر۔ایس۔ایس کی بنیاد ہی تعصب، انتہاپسندی اور شدت پسندی پر رکھی گئی تھی اور اس سے منسلک تحریکوں میں بھی یہی روح کارفرما ہے۔ مہاراشٹر کے سابق آئی۔جی پولیس، ایس۔ایم مشریف(S. M. Mushrif) نے' آر۔ایس۔ایس' کو بھارت کی سب سے بڑی دہشت گرد تنظیم قرار دیا ہے، چنانچہ اس کے بقول یہ تنظیم ۱۳ بڑی دہشت گردی کی وارداتوں میں ملوث ہے، کولکتہ (بتاریخ: ۲۰۱۵۔۱۱۔۲۸) میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے 'مشریف' نے جو کچھ کہا اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

> "R. S. S. activists have been chargesheeted in at least 13 cases of terror acts in which RDX has been used. If organisations like Bajrang Dal are taken into the account, then the number of such cases goes up to 17. The RSS as a terror organisation has nothing to do with political power. It is immaterial which party is in power. It is the system that is working, it is the Brahminical system. It is the mentality, the attitude to dominate and oppress."(31)

یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں آئے روز مذہبی اور نسلی فسادات کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور ان میں ہندو انتہا پسند جماعتیں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں اور بے گناہ انسانوں کو جن میں بچے، بوڑھے اور خواتین شامل ہوتی ہیں، ان پر بے جا تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

۳.۲ شیوسینا(Shiv Sena):

اس تحریک کی قیادت بال ٹھاکرے کا بیٹا اودیو ٹھاکرے(Uddhav Thackeray) کے پاس ہے، یہ تنظیم کی ہندوؤں کی انتہا پسند سوچ کی عکاسی کرتی ہے اور اس تحریک کی بنیاد بھی ہندو قومیت کی بقا اور اس کے نشو و ارتقا پر رکھی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے قیام سے لے کر آج اس تنظیم نے اسی انتہا پسندانہ سوچ کو پروان چڑھایا ہے۔ چنانچہ اس کا تعارف کرواتے ہوئے، 'ہیڈ مین' "Heidemann" لکھتا ہے کہ:

> "Shiv Sena (Army of shivaji) is an Indian far-right regional political party. Its ideology is based on Marathi nationalism and Hindu nationalism, founded on 19 June 1966 by political cartoonist Bal Thackeray. The party originally emerged from a movenent in

Mumbai demanding preferential treatment for Maharashtrians over migrants to the city. It is currently headed by Thackeray's son, Uddhav Thackeray. Although the party's primary base is still in Maharashtra, it has tried to expand to a pan-Indian. In the 1970, it gradually moved from advocating a pro-Marathi ideology to one supporting a broader Hindu nationalist agenda, as it aligned itself with the Bhartiya Janata Party."(32)

۴۔ ہندوؤں کا طرز عمل (ماضی وعصری تناظر میں):

مذکورہ بحث میں ہندومت کے مذہبی ادب سے ان کی جنگ سے متعلق تعلیمات بیان کی گئی ہیں یہاں اس تہذیب کے حاملین کا طرز عمل زیر بحث لایا جائے گا، جہاں تک ہندوؤں کے طرز عمل کا تعلق ہے تو ان کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو جنگیں، لڑائیاں اور خانہ جنگی کے لاتعداد واقعات ملتے ہیں۔ ان بڑی بڑی جنگوں میں بے شمار انسان موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے ان میں ان کے مذہبی رہنما بھی شامل تھے، مذہبی اکابر و مصلحین کے اٹھ جانے سے ہی ہندومت میں فسادات اور تخریب کاری نے راہ پائی۔ چنانچہ اس ضمن میں ''رشی دیانند'' لکھتا ہے:

> ''ہندوؤں کے اخلاق کی خرابی کے آثار مہا بھارت کی جنگ سے ایک ہزار سال پہلے سے نمودار ہو چکے تھے۔ لیکن جنگ کے بعد بداخلاقی اور عیاشی کا دور دورہ ہو گیا۔ کیونکہ جنگ میں رشی اور مہارشی وغیرہ مارے گئے اور دھرم کی اشاعت رک گئی۔ علماء اور مصلحین کے اٹھ جانے سے کسی قوم کی حالت خراب ہو جاتی ہے۔''(۳۳)

ہندوؤں کی تنگ نظری اور انتہا پسندی اس حد تک پہنچی ہوئی ہے کہ ان کے نزدیک اگر دنیا میں کوئی مذہب قابل قبول ہے تو صرف ہندومت کا، اسی طرح اگر کوئی علم ہے تو وہ جو ہمارے پاس ہے۔ اس کے علاوہ دیگر ادیان و مذاہب کی ان کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں اور اسی طرح دیگر مذاہب کے پیروکاروں کو یہ متشدد ہندو قبول کرنے کے لیے تیار بھی نہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی تاریخ کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کبھی بھی دوسرے مذاہب کے پیروؤں سے اچھا سلوک نہیں کیا اور نہ ان کو قبول کیا ہے۔ اسی طرح دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں کو نقصان پہنچانا، بلکہ انہیں منہدم تک کرنے سے گریز نہ کرنا ان کا وطیرہ رہا ہے۔ ذیل میں ہندومت کا ماضی وعصری تناظر میں طرز عمل کا جائزہ لیا جائے گا۔

۴.۱ مفتوح قوموں کیساتھ سلوک:

آرین قوم نے جب ہندوستان میں آکر فتوحات کیں تو انھوں نے یہاں کی مفتوح اقوام کو ویدوں میں داس، دسیو

اور راکشس جیسے القاب دیئے جبکہ منو نے تمام غیر آریا کو شودر کا نام دیا اور ان کا کام باقی تین بڑی قومیں (برہمن، ویش، کھشتری) کی خدمت بجالانا ہے۔ اس ضمن میں منودھرم شاستر کا اشلوک ہے کہ:

''مالک نے شودروں کے لئے صرف ایک پیشہ لکھا کہ وہ (باقی) تین ذاتوں کی خدمت نہایت عاجزی و انکساری سے کریں۔''(۳۴)

انھوں نے مفتوح اور غلام قوموں کیساتھ جو رویہ رکھا اس میں ظلم و ناانصافی، عدم مساوات، حق ملکیت سے محرومی، عزت نفس کو مجروح کرنا، اور ان کو ذلیل وحقیر سمجھنا جیسے افکار شامل ہیں، اور ان کو ایسا حلیہ اپنانے کی تلقین کی جاتی تھیں جس سے یہ پہچانے جائیں کہ غلام اور مفتوح قوم کے باشندے ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں منو کے اشلوک حسب ذیل ہیں:

''چنڈالوں اور شواپک کو گاؤں سے باہر آباد کیا جائے، ان کے پاس کوئی برتن نہیں ہونا چاہیے، ان کی کل ملکیت کتے اور گدھے ہوں۔ مردوں کے لبادے ان کا پہناوا ہوں، کھانا ٹھکیروں میں کھائیں، کچا لوہا ان کا زیور ہو اور انہیں دربدر گھومتے رہنا چاہیے۔ مذہبی فرائض سے وابستگی رکھنے والے شخص کا ان سے کوئی واسطہ نہ رکھے گا، ان کا لین دین اور رشتہ ناطہ فقط آپس میں ہوگا۔ یہ اشیاء خورد ونوش (آریاؤں کی بجائے) دوسرے لوگ ٹھیکروں میں لیں گے، یہ لوگ رات کے وقت گاؤں اور قصبے میں چل پھر نہیں سکیں گے۔ یہ لوگ دن میں بادشاہ کے مقرر کردہ امتیازی نشان لگائے چلیں پھریں گے۔''(۳۵)

۴.۲ قیام پاکستان کے دوران ہندو مظالم:

برصغیر کے مسلمانوں نے اپنے حقوق کے لیے اور نظریہ حیات کو بچانے کی خاطر الگ وطن کا مطالبہ کیا۔ ہندوؤں کو مجبوراً اس فیصلے کو ماننا پڑا، چنانچہ الگ وطن کے قیام کے بعد مہاجرین کی بڑی تعداد نے پاکستان کا رخ کیا۔ ہندوؤں نے اپنے روایتی تشدد اور دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، ہزاروں مسلمان عورتوں کی عصمت دری کی گئی اور بچوں، بوڑھوں کا لحاظ کیے بغیر جو سامنے آیا اس کو زدوکوب کیا گیا۔ تحریک پاکستان کے دوران اور قیام پاکستان کے بعد ہندوؤں کی کاروائیاں بدترین قسم کی دہشت اور انتہا پسندی کی واضح مثالیں ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں خواجہ افتخار احمد لکھتے ہیں:

''دشمنانِ پاکستان کی درندگی اور سنگدلی ملاحظہ ہو کہ ۸۰ ہزار کے قریب مسلمان دوشیزاؤں کو اغوا کرنے اور لاکھوں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے کے باوجود ان کے غیض وغضب کی آگ ٹھنڈی نہیں ہو رہی تھی اور وہ مسلمانوں کو کلمہ گوئی اور علیحدہ وطن کا مطالبہ کرنے کے جرم کی پاداش میں اذیتیں دینے کے نت نئے ستم ایجاد کر رہے تھے۔ انہوں نے عید کے موقع پر ہندوستان سے لاہور آنے والی ایک مال گاڑی کے

ڈبے میں مسلمان عورتوں کی کٹی چھاتیاں، معصوم بچوں کی گردنیں اور کٹے ہوئے ہاتھ عید کے تحفے کے طور پر اسلامیانِ پاکستان کو ارسال کیے۔"(۳۶)

۴.۳ مسیحیوں سے سلوک:

ہندوؤں کے دوسرے مذاہب کے خلاف دہشت گردانہ کاروائیوں سے مسیحی بھی متاثر ہوئے۔انہوں نے مساجد کی طرح کئی گرجا گھروں کو نشانہ بنایا اور بہت سے چرچ گرا دیے گئے،اسی طرح کئی پادریوں اور عیسائی مشنریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، بائبل کے نسخے جلائے گئے اور ان کی متشدد تنظیم بجرنگ دَل کے سرگرم کارکن 'سریدرا کمار جین' نے عیسائیوں کے خلاف تحریک چلانے کا بھی فیصلہ کیا۔ چنانچہ اس ضمن میں سہ ماہی مسلم انڈیا (نئی دہلی) کی عبارت حسب ذیل ہے:

"Priests were beaten up and murdered, nuns were raped, churches and schools had been demolished, Bibles burnt and graveyards are descreated. The national convener of Bajrang Dal, Suredra Kumar Jain, delcared to launch a second, Quit India Movement, against Chrisitian Mission."(37)

۴.۴ ریاستی دہشت گردی اور کشمیریوں پر ظلم وستم:

ہندوستان کی تقسیم کے دوران کشمیری عوام پاکستان کے ساتھ الحاق کرنا چاہتی تھی، کیونکہ کشمیر کی آبادی کا بڑا حصہ مسلمانوں پر مشتمل تھا لیکن کشمیر کے ہندو راجہ ڈوگرا نے زبردستی ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو ریاست کشمیر کا بھارت کے ساتھ الحاق کا اعلان کر دیا۔اس دن سے آج تک کشمیری مسلمان بھارتی ظلم وستم کا شکار ہیں۔تقریباً سات لاکھ بھارتی فوجی متشدد کاروائیوں میں مصروف ہیں اور اب تک لاکھوں کشمیری مسلمان ہندوؤں کے ظلم و جور کا نشانہ بن چکے ہیں۔کشمیر میں ہندو ریاستی دہشت گردی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور جتنا ظلم و جبر انہوں نے کشمیر میں کیا ہے اتنا ظلم وستم انگریزوں نے بھی ہندوستانیوں پر نہیں کیا ہوگا اور کشمیر میں جاری ظلم و جبر ان کی ریاستی دہشت گردی کا واضح ثبوت ہے۔اس ضمن میں سید نور الحسن اپنی کتاب "Kashmir Bleeds" میں لکھتے ہیں کہ:

"It is type of state terrorism, which gives rise to individual and group terrorism not only in Kashmir, but also in certain parts of the country (India) as well."(38)

۴.۵ سانحہ گجرات:

۲۷فروری۲۰۰۲ء کو گودھرا ٹرین حادثے کو بنیاد بنا کر گجرات (بھارت) میں ہندو مسلم فسادات کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا، اور مسلمانوں کے قتل عام میں وحشت اور درندگی کا برسر عام ارتکاب کیا گیا، جبکہ فسادیوں کو حکومت کی پشت پناہی حاصل تھی، چنانچہ حملہ آوروں نے دہشت گردی کے مختلف واقعات میں ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو بے دردی سے شہید کیا، ان کی املاک کو جلا کر خاکستر کر دیا، اور سینکڑوں افراد کو نقل مکانی پر مجبور کیا۔ چنانچہ سانحہ گجرات کی روداد بیان کرتے ہوئے 'عزیز برنی' لکھتا ہے:

''گجرات میں جو مسلم کش فساد ہوا اس میں حکومت گجرات اصل مجرم ہے۔ مودی اور دیگر ارباب حل وعقد نے جان بوجھ کر دہشت پھیلائی۔ دہشت گردوں کو پناہ دی، ان تخریب کاروں کی وکالت کی اور ان کی مالی، سیاسی، فکری اور اقتصادی مدد کی۔ جس کی وجہ سے پورے ملک میں عام طور پر اور گجرات میں خاص کر دوسرے فرقہ کے لوگوں میں دہشت پیدا ہوئی۔ سینکڑوں بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اربوں کی ذاتی وقومی ملکیت کو نقصان پہنچایا گیا۔''(۳۹)

اس سانحہ کی منظر کشی کرتے ہوئے 'خشونت سنگھ' لکھتا ہے:

''پولیس صرف بے حرکت ہی نہیں رہی، بلکہ جب فوج پہنچی تو پتا چلا کہ پولیس بھیجی ہی نہیں گئی تھی۔ فلیگ مارچ اتنے مضحکہ خیز تھے کہ انہوں نے شرانگیزوں پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔ انہیں صرف یہ احکامات ڈرا سکتے تھے کہ شرانگیزوں کو دیکھتے ہی گولی ماردی جائے مگر یہ احکامات بہت تاخیر سے جاری کیے گئے۔ اس وقت تک سینکڑوں نہتے اور بے بس مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتارا جا چکا تھا اور ان کے اثاثے لوٹ کر ان کی جائیدادوں کو نذر آتش کیا جا چکا تھا۔ جن افسروں نے اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش کی اور دہشت گردوں کے منصوبوں میں رخنہ اندازی کی، ان کا تبادلہ کر دیا گیا۔ اس امر میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ وزیر اعلیٰ، اس کے ساتھی وزراء اور آئی جی پولیس نے اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کی۔''(۴۰)

گجرات کے مسلم کش فسادات کی جانچ، پڑتال اور متاثرہ علاقوں کا دورہ کرنے کے بعد انسانی حقوق کی تنظیم "People's Union for Human Rights" (پی۔یو۔ایچ۔آر) نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ پورے گجرات میں مسلمانوں کے خلاف یک طرفہ کاروائی کی گئی۔ مساجد، درگاہیں، اور امام بارگاہیں مسمار کی گئیں اور ان کی جگہ اکثریتی فرقے کے معابد قائم کر دیئے گئے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ فساد کے دوران ریاستی سرکار کے وزراء، ممبران اسمبلی اور وشوا ہندو پریشد کے لیڈران پولیس کنٹرول روم میں بیٹھ کر انتہا پسندوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے رہے۔

رپورٹ کے مطابق گجرات کے مسلم کش فساد کے لئے ریاستی حکومت پوری طرح ذمہ دار ہے، چنانچہ رپورٹ کے الفاظ یوں اس طرح ہے:

"They said come forward, then they started shouting, "Kill the Muslims, cut the Muslims, loot the Muslims". The police were with them and picked out the Muslim homes and set them on fire. The police aimed and fired at the Muslim. They then joined with the Hindus to set fire to the homes and to loot the homes. The police were carryig kerosene bottles and shooting and setting the bottles on fire. The others were carrying swords and trishuls. Some of the attackers were wearing 'kesri pattis' on their foreheads with the words "Jai Sri Ram."(41)

۴.۶ حالیہ دہشت گردی کی لہر:

ملک کے اکثر حصوں میں گائے ذبح کرنے اوراس کا گوشت کھانے پر پہلے ہی پابندی تھی، اب (بی جے پی کے اقتدار کے بعد) انتہا ہندوؤں کی جانب سے پورے ملک میں گائے ذبح کرنے پر پابندی کا مطالبہ کیا جارہا ہے، جس کی وجہ سے آئے روز مشتعل مظاہرے ہورہے ہیں۔ ہندو انتہا پسند گروہ تو ایک طرف رہے، حکومتی وزراء بھی اس میدان میں کود پڑے ہیں۔ مثلاً ریاست ہریانہ کے وزیراعلیٰ 'منوہارلال کھاتر' جو ۴ دہائیوں تک راشٹریہ سوئم سیوک سنگھ سے وابستہ رہے ہیں۔ اس نے ہریانہ میں ایسے قوانین بنائے جن کے تحت گائے کے ذبیحہ پر پابندی عائد کی گئی، ہریانہ میں گائے ذبح کرنے والے کو ۱۰ سال اور گائے کا گوشت کھانے والوں کو ۵ سال قید کی سزا کا حکم ہے۔ چنانچہ 'منوہارلال کھاتر' نے اقتدار سنبھالتے ہی جو الفاظ کہے وہ کچھ یوں ہیں:

''اگر مسلمانوں کو بھارت میں رہنا ہے تو گائے کا گوشت کھانا ترک کرنا ہوگا۔'' (۴۲)

یہی گائے پرستی کی ذہنیت تھی جس کے باعث ہندستان کے مختلف علاقوں میں ہندوؤں کے ہاتھوں کئی بے گناہ افراد تشدد کا شکار ہوئے، ان واقعات میں اتر پردیش کے گاؤں بسارا میں ایک پچاس سالہ مسلمان اخلاق احمد کو بلوائیوں نے پتھروں اور اینٹوں سے شہید کردیا، اس کے بائیس سالہ بیٹے کو بھی شدید زخمی کیا، اسکی بیٹی اور بیوی کے ساتھ ہتک آمیز سلوک کیا۔ افواہ تھی کہ اخلاق احمد کے گھر گائے کی قربانی ہوئی تھی، گوشت کھایا گیا تھا، اور گائے کے گوشت کو فریج میں محفوظ کیا گیا تھا، اگرچہ بعد میں تحقیق کرنے پر ثابت ہوا کہ الزام جھوٹا تھا۔ اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے 'جارج ابراہیم' لکھتا ہے

کہ:

''دادری میں، جو دارالحکومت نئی دہلی سے زیادہ دور نہیں، اخلاق احمد کو محض اس بنیاد پر بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنا کر قتل کر دیا گیا کہ ان کے گھر میں گائے کا گوشت ہونے کی افواہ تھی۔ جنونی انتہا پسند ہندوؤں نے اخلاق احمد کے گھر کا دروازہ توڑا۔ پہلے اینٹ مار کر ان کے بیٹے کا سر پھوڑ دیا گیا۔ پھر اخلاق احمد کو گھسیٹ کر نیچے اتارا گیا اور بیچ سڑک پر سیکڑوں افراد کے سامنے ان پر بہیمانہ تشدد کیا گیا، جس کے نتیجے میں ان کی موت واقع ہوگئی۔ لوگ محض تماشا دیکھتے رہے۔ کوئی اخلاق احمد کو بچانے کے لیے نہیں بڑھا۔ جنونی ہندوؤں نے اخلاق احمد کی ۷۰ سالہ والدہ کو بھی نہیں بخشا اور تشدد کر کے ان کی آنکھیں ضائع کر دیں۔ اخلاق احمد کا بیٹا اسپتال میں زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔''(۴۳)

اس کے علاوہ بھارتی ریاست ہماچل پردیش کے گاؤں ساراھان میں گائے کو ذبح کرنے کے لیے سمگلنگ کیے جانے کے الزام میں ایک اور مسلمان کو ڈنڈوں کے وار کر کے شہید کر دیا گیا۔ دیہاتیوں کے مشتعل ہجوم نے ایک ٹرک کا پیچھا کیا، جس میں کچھ گائے موجود تھیں، ہجوم نے ٹرک میں سوار افراد پر حملہ کر دیا، اپنی جان بچانے کے لیے یہ افراد زخمی حالت میں بھاگ کر روپوش ہوگئے۔ پولیس نے موقع پر پہنچ کر انہیں ہسپتال منتقل کیا، جہاں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ایک شخص نے دم توڑ دیا۔ اسی طرح بہار، مدھیہ پردیش، گجرات، راجستھان اور دیگر کئی ریاستیں ایسی ہیں جہاں سرکاری سرپرستی میں فسادات پھیلائے جا رہے ہیں۔ فیض آباد کی جامع مسجد اور قریب ہی واقع مندر پر پیٹرول بموں سے حملوں کے الگ الگ واقعات پیش آئے ہیں۔ ہندوستانی پولیس اور ایجنسیاں یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ مسجد اور مندر پر بیک وقت حملوں کا مقصد کیا ہے؟ اصل حقیقت یہ ہے کہ بی جے پی کے برسر اقتدار آنے کے بعد خفیہ ایجنسیوں اور ان اداروں میں، جن کی ذمہ داری ملک میں قانون کا نفاذ ہے ان میں انتہا پسند افسر تعینات کئے گئے ہیں۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ پولیس اور دیگر ادارے فسادات کے دوران شرپسندوں کی کاروائیوں پر خاموش تماشائی بنے رہتے ہیں اور بعد میں فسادات میں ملوث اہلکاروں کے بجائے مسلمانوں یا دوسری اقلیتوں ہی کو ملزم بنا کر ان کی گرفتاریاں شروع کر دی جاتی ہیں۔ پچھلے کئی مہینوں (ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۵ء) میں مظفر نگر سمیت جتنے بھی فسادات ہوئے ہیں، ہر جگہ یہی کچھ دیکھنے میں آیا ہے، جس کی گواہی بھارتی میڈیا بھی دے رہا ہے۔ مزید برآں یہ کہ ہندو دہشت گردوں کو عدالتوں میں مودی سرکار اور ایجنسیوں کی جانب سے کمزور مؤقف اختیار کرنے پر رہائی مل چکی ہے۔ اگر ہندو دہشت گردوں کی رہائی کا سلسلہ یونہی جاری رہتا ہے تو مستقبل میں مسلم کش فسادات اور زیادہ شدت اختیار کر سکتے ہیں۔''(۴۴)

بھارت میں جاری فسادات اور انتہا پسند رجحانات سے متعلق بھارتی صدر 'پرناب مکھرجی' نے جو کچھ کہا وہ حسب ذیل ہیں:

"Real dirt of India lies not in our streets but in our minds. Every day we see unprecedented violence all around us. At the heart of this violence is darkness, fear and mistrust. We must not forget power of non - violence dialogue and reason."(45)

۵۔ خلاصۂ بحث:

مذاہب عالم کا ماضی وعصری تناظر میں جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر مذہب تحمل، بردباری، ہمدردی، میانہ روی، اعتدال پسندی، باہمی خیرسگالی اور امن وآشتی جیسی آفاقی اور دائمی صفات سے متصف ہے، ہندومت بھی ان خوبیوں سے خالی نہیں، اس مذہب میں اھمسہ کا تصور موجود ہے، جبکہ ہندومت میں جنگ کرنے کی نہ صرف عملاً اجازت دی گئی ہے بلکہ تاکیداً اس کی ترغیب بھی دی ہے اور اس ضمن میں اھمسائی تعلیمات کو نظر انداز کرتے ہوئے تشدد، انتہاپسندی، جبرو استبداد، باہمی زور آزمائی، عدم رواداری، بے جا تعصب اور تنگ نظری جیسے رذائلِ اخلاق کو ہندوؤں کے تاریخی پس منظر اور عصری پیش منظر میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ہندومت کے حاملین اس نظریے اور عقیدے کے حامی ہے کہ دنیا میں موجود کوئی فکر، نظریہ، اعتقاد، تہذیب وتمدن یا طرزِعمل ہندومت کا ہم پلہ وہمسر نہیں ہوسکتا، اسی خود پسندانہ سوچ کا نتیجہ ہے کہ ان میں نہ صرف غیر ہندو کو کمتر وحقیر سمجھا جاتا ہے بلکہ ذات پات کی غیرفطری تقسیم کے باعث اپنے ہم مذہب افراد کو بھی نفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں حالانکہ پوری دنیا میں ہندوستانی ریاست کو لادین (Secular) ریاست کے طور پر پیش کیا جاتا ہے کہ جس میں بسنے والے تمام باشندوں کو یکساں تحفظ دیا گیا ہے۔ جبکہ موجودہ صورتحال کچھ اس طرح ہے کہ انتہاپسند ہندو جماعت بھارتیہ جنتا پارٹی نریندر مودی کی قیادت میں بھارت کو ایک ہندو انتہاپسند ملک بنانے کی راہ پر گامزن ہے اور اس راستے میں حائل تمام رکاوٹوں کو طاقت کے بل پر بلڈوز کرنے پر لگی ہوئی ہے ریاست گجرات کے وزیر اعلیٰ کے طور پر اس نے جس طرح مسلمانوں کا قتل عام کروایا وہ مودی سرکار کے عزائم کو آشکارا کرنے کے لیے کافی ہے، جنتا پارٹی کی حکومت کے دوران ہی ہندوؤں نے بابری مسجد کو شہید کیا۔ جبکہ دوسری طرف کانگریس کے طویل اقتدار کے دوران وہاں سیکڑوں ہندو مسلم فسادات ہوئے، جن میں سرکاری مشینری کی سرپرستی میں ہزاروں مسلمانوں کو قتل کیا گیا، ان کی املاک نذر آتش کی گئیں، ان کے کاروبار تباہ کئے گئے، کانگریس کے دور میں بھارتی سکھوں کے مذہبی مقام 'گولڈن ٹمپل' (امرتسر) پر فوج کشی کر کے سیکڑوں سکھوں کو ہلاک کیا گیا۔ مسلمان، سکھ اور مسیحی اقلیت ہی بھارت کی ہندو انتہاپسند ذہنیت کا نشانہ نہیں بنی ہے بلکہ چھوٹی ذات کے ہندو بھی اس کا نشانہ بنے۔ چھوٹی ذات کے ہندو 'دلت' کہلاتے ہیں اور ان 'دلتوں' کو بھارت میں تیسرے، چوتھے درجے کا شہری سمجھا جاتا ہے، ان کو نہ مذہبی تحفظ حاصل ہے نہ معاشی وسیاسی۔ مقبوضہ کشمیر کی کٹھ پتلی اسمبلی میں مسلمان رکن رشید احمد کو باربی کیو پارٹی کرنے پر ایوان کے فلور پر ہی پیٹا گیا، دوبار دلی

میں جا پکڑا، پریس کلب میں سب کے سامنے اس کا منہ کالا کیا گیا۔ایسا ہی ایک واقعہ چند روز بعد ممبئی میں بھی پیش آیا، پاکستان کے سابق وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری کی کتاب "Neither Hawk nor Dove" کی تقریبِ رونمائی پر شیوسینا کو اعتراض ہوا، اس تقریب کے منتظم 'سدھیندر اکلکرنی' کو ڈرایا دھمکایا گیا کہ تقریب روک دو، سدہیندرا نے انکار کیا جس کے ردعمل میں ان کا بھی منہ سیاہ کیا گیا۔مختصر یہ کہ ہندو اکثریتی معاشرے کی روایات ،مزاج، اور ان کی خاص قسم کی ذہنیت ریاستی معاملات میں بنیادی کردار کرتی ہے، اور جو اقلیتیں، قومیں، علاقے، گروہ یا افراد ان کی زد میں آجاتے ہیں وہ ذلیل ورسوا ہو کر رہ جاتے ہیں۔

ہندستان میں انتہاء پسندوں اور تشدد پر مبنی پے درپے واقعات کے پیش نظر ملک کے دانشوروں، فنکاروں کھلاڑیوں اور معروف اداکاروں نے اپنے سول ایوارڈ تک احتجاجاً حکومت کو واپس کر دیئے ہیں جو انتہا کی تشویش ناک بات ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہندوستان کے تمام باشندوں کے حقوق اور ان کے احترام کو یقینی بنایا جائے تاکہ امن وسلامتی کا دور دورہ ہو۔

حواشی وحوالہ جات

1- Mayton, D.M, "Psychology of Nonviolence" The Encyclopedia of peace Psychology, London: Willy Blackwell Company, 2012, Vol. 1, P. 713.

2- Bajpai, Shiva, The History of India, Hawaii(U.S.A): Himalayan Academy Publications, 2011, P. 8

3- Muller, Max, F.(Ed), Upanishads,(The Holy Spirit of Vedas) selected by: Adi Shankar Acharya. See more detail in: http://www.bhaktivedantacollege.com/events/vedas-and- upanishads.

4- Dutt, M. N, Mahabharata (Chap:18, Hymn:1125.25), Edited by: Dr. Ishvar Chandra Sharma, O. M. Books (India) 1971,

5- *White Yajur-Veda,* Book 36.18, Translated by: Griffith, T. H. Ralph, 1893, Revised bY: Nag Sharan Singh, Surendra Pratap, Delhi: Nag Publishers, Latest Edition: 1991.

6- Ibid, Book 36.23.

7- *Rig-Veda*, Book 1, Hymn VIII. Translated by: Griffith, T. H. Ralph, 1893, Revised bY: Nag Sharan Singh, Surendra Pratap, Delhi: Nag Publishers, Latest Edition: 1991.

۸۔ ہندوؤں کا محافظ دیوتا جسے ابتداء میں دیوتاؤں کا سربراہ تسلیم کیا جاتا تھا، اس کے علاوہ اندر (Indra) رگ وید کی اکثر مناجات کا مخاطب ہے۔

9- *Rig-Veda,* Book 1, Hymn xii, 5.

۱۰۔ ''آگ''؛ ''آگ کا دیوتا''۔ ویدک عہد کی مذہبی رسوم میں آگ اور سوختنی قربانی (ہون) کو اہم مقام حاصل تھا۔ آج ہم اسے ایک طرح کا 'مثبت جادو' قرار دے سکتے ہیں جس کا مقصد پر اسرار اور طاقتور قوتوں کو انسانی افادیت سے ہم آہنگ کرنا ہے۔ چنانچہ اگنی دیوتا انسانی پیغام عالم تک لے جانے کے لیے موزوں ترین پیغام بر خیال کیا جاتا تھا۔''(منو، ترجمہ: ارشد رازی، ص ۳۰۲)

11- *White Yajur-Veda,* Book 9:37, Translated by: Griffith, T.H, Ralph.

12- Ibid, Book 11:80

13- *Sam-Veda,* Book IV, Chapter II, Decade IV,11
Translated by: Griffith, T.H, Ralph.

14- Ibid, Book VI, ch#1, decade 1, 5-6

15- *Athar-Veda,* Book 1, Hymn VIII, 3

16- Ibid, Book IV, Hymn XXXII, 3

۱۷۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، الجہاد فی الاسلام، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۳۵۱

18- *The Bhagavad Gita,* Chapter 1, "Arjuna's Grief", 28-31 Translated by: Swami Nikhilananda, New York: Ramakrishna-Vinekananda Center, 1944.

19- Ibid, Chapter 2, "The way of ultimate Reality", 2-3

20- Ibid, Chapter 2, "The way of ultimate Reality", 5-6

۲۱۔ کوروؤں کا بڑا بزرگ جس کو اپنی قوم میں عزت وتوقیر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

22- *The Bhagavad Gita,* Chapter 11, "The vision of the universal form", 32-33

۲۳۔ منو، منو دھرم شاستر، باب:۷، اشلوک:۸۸، مترجم: ارشد رازی، لاہور: نگارشات پبلشرز، ۲۰۰۷ء

۲۴۔ ایضاً، باب:۷، اشلوک:۱۰۳

۲۵۔ ایضاً، باب:۷، اشلوک:۱۰۵۔۱۰۷

۲۶۔ ایضاً، باب:۷، اشلوک:۹۰

۲۷۔ ایضاً، باب:۷، اشلوک:۹۱۔۹۲

۲۸۔ ایضاً، باب:۷، اشلوک:۹۳

۲۹۔ ایضاً، باب:۷، اشلوک:۲۰۱

30- Curran, J., *Millitant Hinduism in India Politics,* New York: Institute of Pacific Relations, 1951, P.2

31- http://www.sikhsiyasat.net/2015/11/28/rss-top-terror-group.

32- Heideman, Frank, The Modern Anthropolgy of India, Cambridge: Cambridge University Press, 2003, P. 179.

۳۳۔ دیانند، رشی، ستیارتھ پرکاش، ۴/۱۵۲، ۱۵۲۔۱۵۳، مترجم: چموپتی ایم۔اے، گورودت بھون، لاہور، ۱۹۴۴ء

۳۴۔ منو، منو دھرم شاستر، باب:۱، اشلوک:۹۱، مترجم: ارشد رازی، نگارشات پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۷ء

۳۵۔ ایضاً، باب:۱۰، اشلوک:۵۱۔۵۵

۳۶۔ افتخار، خواجہ، جب امرتسر جل رہا تھا، نعمانی کتب خانہ، لاہور، ۱۹۸۶، ص ۲۹۱-۲۹۲

37- *Muslim India,* New Dehli, Vol.XVI, No.192, Dec.1998, P.550

38- Noor ul Hassan, Sayed (Ed), *Kashmir Bleeds,* Islamabad: Institute of Policy Studies, 1990, P.12

۳۹۔ عزیز برنی، بھارت میں مسلمانوں کا قتل عام، نگارشات پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۵، ص ۱۰۶

۴۰۔ سنگھ، خشونت، بھارت کا خاتمہ، مترجم: محمد احسن بٹ، نگارشات پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۴، ص ۲۹

41- See more detail in: hrs.org/reports/2002/india

۴۲۔ ہفت روزہ ایشیا، جلد: ۶۴، شمارہ: ۴۳، اکتوبر، ۲۰۱۵ء، لاہور

۴۳۔ معارف فیچر، جلد: ۸، شمارہ: ۲۱، نومبر، ۲۰۱۵ء، کراچی

۴۴۔ ہفت روزہ تکبیر، جلد: ۳۸، شمارہ: ۴۳، اکتوبر ۲۰۱۵ء، کراچی

45- http://www.twitter.com/rashtrapatibhvn.ref_src